کیا بحثیت مسلمان ہمیں تورات زبور انجیل کا مطالعہ کرنا چاہئے

یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جو اکثر مسلمانوں کے ذہن میں ہے اور ان لوگوں سے بکثرت پوچھا جاتا ہے کہ جو بین المذاہبی تقابلی جائزہ کے مضمون میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس سوال کا ایک سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ:۔

ایک مسلمان عالم کیلئے سابقہ کتب سماویہ (تورات، زبور، انجیل) کا مطالعہ بے حد ضروری ہے جبکہ ایک عام مسلمان کیلئے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ایک مسلمان عالم کیلئے سابقہ کتب مقدسہ کا مطالعہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ قرآن مجید کا تو بے جا نہ ہوگا۔

آیئے اب یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا کیوں ضروری ہے۔ اور وہ کونسی وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر ایسا کرنا ضروری ہے۔

۔سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ حضرت آدمؑ کا ہی لایا ہوا دین ہے اور آدمؑ سے لیکر سیدنا محمد ﷺ تک تمام انبیائے کرام یہی دین لیکر آتے رہے۔ تو سابقہ تمام انبیائے کرام اور ان کی لائی ہوئی کتب مقدسہ کا مطالعہ ایک مسلمان عالم دین کیلئے اس لئے بھی ضروری ہے کہ اسلام جس تسلسل کا حصہ ہے ایک عالم کو اس تمام سلسلے کا بخوبی علم ہونا چاہئے کہ اسلام کس کس دور میں کس کس طرح اور کس کس مرحلے سے گذرتا ہوا ہم تک پہنچا۔ اگر ایک مسلمان عالم دین کو اس پورے سلسلے کا مکمل اور بخوبی علم نہ ہوگا تو اس کا علم ادھورا رہ جائے گا۔

۔مسلمان علما کا اصل کام تو غیر مسلموں کا اسلام کی تبلیغ ہے جیسا کہ یہ ہر عاقل، بالغ مسلمان کا بھی فرض ہے۔ تو غیر مسلموں کو اسلام کی تبلیغ کرنے کیلئے غیر مسلموں کے عقائد، ان کی مذہبی کتب کا مکمل ادراک اور علم ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک عالم کسی یہودی اور عیسائی یا ہندو کے عقائد اور اسکی کتاب کا ہی علم نہیں رکھتا تو اس کیلئے احسن طریق پر اس غیر مسلم کیساتھ گفتگو کرنا اور اس سے communication کرنا بہت مشکل ہوگا۔ اور وہ غیر مسلم کے ساتھ اس پیرائے میں بات نہیں کر سکے گا کہ جس میں اس کو کرنی چاہئے۔

۔غیر مسلم مستشرقین اور ان کے علما اسلام، مسلمانوں اور قرآن کی بے تحاشا تحقیق کرتے ہیں اور پھر اسلام کے خلاف بے تحاشا دولت خرچ کر کے اسلام، مسلمانوں اور قرآن کے خلاف Antithesis تیار کر کے اسلام، مسلمانوں اور قرآن کے بارے میں طرح طرح کے بہتان، شکوک وشبہات اور غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں اور ان لوگوں نے اسلام کے خلاف میڈیا کے زور پر تنقید و تنقیص کی ایک media war شروع کر رکھی ہے۔ جس کے جواب میں مسلمان علما کو بھی لازمی طور پر اس کا توڑ کرنا ہوگا اور اس کیلئے مسلمان علما کو بھی غیر مسلم اقوام کی کتب، عقائد اور ان کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہوگا اور ان اقوام کی طرف سے اسلام، مسلمانوں اور قرآن کے خلاف دن رات جاری منفی، زہریلے اور سراسر جھوٹے پراپیگنڈے کا توڑ کرنا پڑے گا ورنہ اسلام، مسلمانوں، اسلام اور قرآن کو ہونے ان غیر مسلم Propagandists کی طرف سے پہنچنے والے نقصان کا ایک سبب خود مسلمان بھی ہونگے۔

۔جب قرآن، اور اسلام کا حکم ہے کہ ’’علم حاصل کرو‘‘، تو اس علم میں تمام دنیاوی، سائنسی علوم کے ساتھ تمام ادیان کا علم بھی آ گیا تو علم الادیان کو اسلام اور قرآن کے اس حکم کے دائرے اور اس کے ذیل میں سے کسی بھی صورت میں باہر نہیں نکالا جا سکتا۔ تو اسلام اور قرآن کے اس ’’طلب علم‘‘ کے حکم کی رو سے بھی مسلمان علما پر اسلام کے علاوہ دیگر ادیان کا علم حاصل کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔

۔قرآن مجید نے سب سے پہلے یہودی قوم اور عیسائی قوم کو مخاطب کیا ہے۔ کیونکہ ان اقوام کے پاس پہلے سے الہامی کتب موجود تھیں اور یہ اقوام کلام خدا اور پیغام حق سے پہلے سے واقف تھے۔ تو قرآن نے سب سے پہلے ان اقوام کو اس لئے مخاطب کیا کہ خدا کے آخری پیغام کو یہ لوگ سب سے جلد سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور یہ آسانی کیساتھ خدا کے پیغام کو سمجھ کر اس پر لبیک کہہ سکیں گے۔ تو اس رعائیت سے بھی مسلمان علما کو ان اقوام کی مقدس مذہبی کتب کا مطالعہ کرنا لازمی ہے۔ تاکہ ایک مسلمان عالم کو اس پیغام خدا سے آگاہی حاصل ہو سکے جو خدا نے ان اقوام کی طرف اتارا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ مسلمان عالم کو ان اقوام کے ساتھ تبلیغ کرنے کے دوران بہت آسانی ہوگی۔

۔قرآن کا آغاز سورۂ بقرہ سے ہوتا ہے اور اس سورت میں خدا نے یہود و نصاریٰ کو ہی مخاطب کیا ہے اور آگے مسلسل خدا کا مخاطب یہی اقوام ہیں تو حیرت کی بات ہے کہ خدا تو ان اقوام کے ساتھ مکالمہ کر رہا ہے۔ ان اقوام کو مخاطب کر رہا ہے اور ہم ان سے دور بھاگ رہے ہیں اور ان کی مقدس کتب کو ہاتھ تک لگانا گناہ سمجھ رہے ہیں۔ اگر ہمارا خدا ان اقوام کے ساتھ مکالمہ اور گفتگو کر رہا ہے تو ہمارے علما پر بھی یہ لازم ہے کہ وہ ان اقوام کے ساتھ dialogue & debate کر کے ان تک خدا کا پیغام حق یعنی اسلام اور قرآن پہنچائیں۔ اور ایسا کرنے کیلئے ان کو ان اقوام کی کتب مقدسہ کو بھی پڑھنا ہوگا۔

۔قرآن کے متن کا 70% حصہ (کم وبیش) بنی اسرائیل کے انبیائے کرام اور ان کے قصوں سے بھرا پڑا ہے، سوال یہ ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ خدا نے قرآن کو بنی اسرائیل کے قصوں کو اتنی اہمیت دی؟ اور پھر قرآن نے جتنے قصص بیان کئے ہیں وہ بائبل کے اندر بھی موجود ہیں اور یہودی ان سے بخوبی واقف ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی منشا یہ

ہے کہ مسلمان سابقہ کتب کا مطالعہ کریں اور یہودی، عیسائی، ہندو سکھ قرآن کا مطالعہ کریں تا کہ انسانوں کے درمیان باہمی احترام اور محبت کا فضا قائم ہو اور اس کے نتیجے میں عالمی امن اور عالمی بھائی چارے کی فضا پیدا ہو سکے اور دنیا سے نفرت، جنگ تباہی اور بربادی کا دور ختم ہو سکے۔

۔بین المذاہب تقابلی مطالعہ اب دنیا بھر میں ایک جانا مانا مضمون ہے اور دور حاضر کی ایک بہت بڑی ضرورت بھی ہے کہ تمام مذاہب کے ماننے والے ایک دوسرے کے عقائد، کلچر، سماجی روایات کو جانیں اور ایک دوسرے کے قریب آسکیں کیونکہ دنیا آج کل ایک ''گلوبل ویلج''، بن چکی ہے، انفارمیشن ٹیکنالوجی، موبائل، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے اس دور میں کوئی بھی قوم اور کوئی بھی مذہب ایک دوسرے سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ اور یہ دور تو پھر ہے ہی انفارمیشن یعنی علم اور معلومات کا تو اس دور میں وہی اقوام زندہ رہ سکیں گی کہ جن کو اس دنیا کے بارے میں دوسروں سے زیادہ علم اور معلومات حاصل ہونگی۔ اور پھر اسلام تو آیا ہی اس دینا میں پھیلنے اور پھلنے پھولنے کے لئے ہے، اسلام تو اپنے آغاز سے ہی اپنے وطن یعنی عرب سے نکل پڑا اور پوری دنیا میں سفر کرتا ہوا انجانی اور ان دیکھی زمینوں اور قوموں کے اجنبی ماحول اور اجنبی زمیں میں پہنچتا رہا اور ان لوگوں کے مذہب، عقائد، رسوم و رواج سے واقف ہوتا رہا اور اسلام کا پودا ان اجنبی زمینوں کے اندر اپنی جڑ پکڑ کر ان لوگوں کو اپنے ثمرات سے فیض یاب کرتا رہا، اسلامی تہذیب اور تمدن اور اسلام کے مزاج میں ایک جادو ہے کہ جو ہر اجنبی زمین میں اپنی جڑ پکڑ جاتا ہے اور اسلامی تہذیب اور تمدن میں اس قدر قوت اور اہلیت ہے کہ دنیا کی تمام تہذیبیں اس کی چکا چوند سے جیرہ ہو کر اس کے اندر مدغم ہو گئیں اور خود اسلام کے اندر ضم ہو گئیں۔ تو سوال یہ ہے کہ اسلام تو ہے ہی ایک ''خانہ بدوش'' اور ''سیلانی'' نظریہ اور دین یہ تو آیا ہی ہر تہذیب کے ساتھ ملاپ کرنے اور اس کے اوپر اپنی چھاپ اور اپنے نقوش چھوڑنے تو جب تک مسلمان علما اور سکالرز دوسرے مذاہب کا مطالعہ نہ کریں گے وہ کس طرح دوسروں تک اسلام پہنچائیں گے؟

۔علامہ البیرونی جو اسلام کے ایک عظیم فلاسفر، شاعر، ریاضی دان، ماہر فلکیات تھے انھوں نے ہندوستان میں آ کر یہاں کی تہذیب، تمدن، اور مذہب کا مطالعہ کیا۔ انھوں نے پورے آٹھ سال لگا کر سنسکرت زبان سیکھی پھر ہندومت کی وہ خفیہ کتب پڑھیں کہ جن کا پڑھنا عام ہندو پر بھی حرام تھا ان کتب کو صرف برہمن اور پنڈت ہی پڑھ سکتے تھے۔ علامہ البیرونی نے ان کتب کا مطالعہ کر کے اصل ہندومت کو جانا کہ جو ایک راز تھا اور پنڈت و برہمن اس کی تعلیمات صرف اپنے آپ تک محدود رکھتے تھے اور کسی بھی صورت کسی غیر برہمن کو اس کی تعلیمات کی ہوا بھی نہ لگنے دیتے تھے۔ البیرونی نے ان تعلیمات سے آگاہی پائی اور ہندو پنڈتوں کو اسلام کی روشن اور آفاقی تعلیمات سے روشناس کرایا اور ہندو برہمن اور پنڈت ان کے قائل ہو گئے۔